نام

پہلی ہی آیت کے لفظ الغاشیہ کو اس سورت کا نام قرار دیا گیا ہے۔

زمانہ نزول

سورت کا پورا مضمون اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ یہ بھی ابتدائی زمانہ کی نازل شدہ سورتوں میں سے ہے، مگر یہ وہ زمانہ تھا جب حضوؐر تبلیغ عام شروع کرچکے تھے اور مکہ کو لوگ بالعموم اسے سن سن کر نظر انداز کیے جا رہے تھے۔

موضوع اور مضمون

اس کے موضوع کو سمجھنے کے لیے یہ بات نگاہ میں رہنی چاہیے کہ ابتدائی زمانہ میں رسول اللہ ﷺ کی تبلیغ زیادہ تر دو ہی باتیں لوگوں کے ذہن نشین کرنے پر مرکوز تھی۔ ایک توحید، دوسرے آخرت اور اہل مکہ ان دونوں باتوں کو قبول کرنے سے انکار کر رہے تھے۔ اس پس منظر کو سمجھ لینے کے بعد اب اس سورت کے مضمون اور انداز بیان پر غور کیجیے۔

اس میں سب سے پہلے غفلت میں پڑے ہوئے لوگوں کو چونکانے کے لیے اچانک ان کے سامنے ایک سوال پیش کیا گیا ہے کہ تمہیں اس وقت کی بھی کچھ خبر ہے جب سارے عالم پر چھا جانے والی ایک آفت نازل ہوگی ؟ اس کے بعد فوراً ہی تفصیل بیان کرنی شروع کردی گئی ہے کہ اس وقت سارے انسان دو مختلف گروہوں میں تقسیم ہو کردو مختلف انجام دیکھیں گے۔ ایک وہ جو جہنم میں جائیں گے اور انہیں ایسے اور ایسے سخت عذاب جھیلنے ہوں گے۔ دوسرے وہ جو عالی مقام جنت میں جائیں گے اور ان کو ایسی اور ایسی نعمتیں میسر ہوں گی۔

اس طرح لوگوں کو چونکانے کے بعد یکلخت مضمون تبدیل ہوتا ہے اور سوال کیا جاتا ہے کہ کیا یہ لوگ جو قرآن کی تعلیم توحید اور خبر آخرت کو سن کر ناک بھوں چڑھا رہے ہیں، اپنے سامنے کی ان چیزوں کو نہیں دیکھتے جن سے ہر وقت انہیں سابقہ پیش آتا ہے ؟ عرب کے صحرا میں جن اونٹوں پر ان کی ساری زندگی کا انحصار ہے، کبھی یہ لوگ غور نہیں کرتے کہ یہ کیسے ٹھیک انہیں خصوصیات کے مطابق بن گئے جیسی خصوصیات کے جانور کی ضرورت ان کی صحرائی زندگی کے لیے تھی ؟ اپنے سفروں میں جب یہ چلتے ہیں تو انہیں یا آسمان نظر آتا ہے، یا پہاڑ، یا زمین۔ انہی تین چیزوں پر یہ غور کریں کہ اوپر یہ آسمان کیسے چھا گیا ؟ سامنے یہ پہاڑ کیسے کھڑے ہوگئے ؟ نیچے یہ زمین کیسے بچھ گئی ؟ کیا یہ سب کچھ کسی قادر مطلق صانع حکیم کی کاریگری کے بغیر ہوگیا ہے ؟ اگر یہ مانتے ہیں کہ ایک خالق نے بڑی حکمت اور بڑی قدرت کے ساتھ ان چیزوں کو بنایا ہے، اور کوئی دوسرا ان کی تخلیق میں شریک نہیں ہے، تو

اسی کو اکیلا رب ماننے سے انہیں کیوں انکار ہے ؟ اور اگر یہ مانتے ہیں کہ وہ خدا یہ سب کچھ پیدا کرنے پر قادر تھا، تو آخر کس معقول دلیل سے انہیں یہ ماننے میں تامل ہے کہ وہی خدا قیامت لانے پر بھی قادر ہے ؟ انسانوں کو دوبارہ پیدا کرنے پر بھی قادر ہے ؟ جنت اور دوزخ بنانے پر بھی قادر ہے ؟

اس مختصر اور نہایت معقول استدلال سے بات سمجھانے کے بعد کفار کی طرف سے رخ پھیر کر نبی ﷺ کو مخاطب کیا جاتا ہے اور آپ سے ارشاد ہوتا ہے کہ یہ لوگ نہیں مانتے تو نہ مانیں، تم ان پر جبار بنا کر تو مسلط کیے نہیں گئے ہو کہ زبردستی ان سے منوا کر ہی چھوڑو۔ تمہارا کام نصیحت کرنا ہے، سو تم نصیحت کیے جاؤ۔ آخرکار انہیں آنا ہمارے ہی پاس ہے۔ اس وقت ہم ان سے پورا پورا حساب لیں گے اور نہ ماننے والوں کو بھاری سزا دیں گے۔

رکوعہا 1 — 88 سُوۡرَۃُ الۡغَاشِیَۃِ مَکِّیَّۃٌ 68 — اٰیاتہا 26

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ہَلۡ اَتٰىکَ حَدِیۡثُ الۡغَاشِیَۃِ ؕ﴿۱﴾

کیا تمہیں اُس چھا جانے والی آفت کی خبر پہنچی ہے؟ (۱)

(۱) ؎ مراد ہے قیامت، یعنی وہ آفت جو سارے جہاں پر چھا جائے گی۔ اس مقام پر یہ بات ملحوظ خاطر رہے کہ یہاں بحیثیت مجموعی پورے عالم آخرت کا ذکر ہو رہا ہے جو نظام عالم کے درہم برہم ہونے سے شروع ہو کر تمام انسانوں کے دوبارہ اٹھنے اور اللہ تعالیٰ کی عدالت سے جزا و سزا پانے تک تمام مراحل پر حاوی ہے۔

وُجُوۡہٌ یَّوۡمَئِذٍ خَاشِعَۃٌ ﴿۲﴾

کچھ چہرے اُس روز خوف زدہ ہونگے (۲)

(۲) ؎ چہروں کا لفظ یہاں اشخاص کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ چونکہ انسان کے جسم کی نمایاں ترین چیز اس کا چہرہ ہے جس سے اس کی شخصیت پہچانی جاتی ہے، اور انسان پر اچھی یا بری کیفیات بھی گزرتی ہیں ان کا اظہار اس کے چہرے سے ہی ہوتا ہے، اس لیے " کچھ لوگ " کہنے کے بجائے " کچھ چہرے " کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔

عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ۝۳
سخت مشقت کر رہے ہونگے

تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً ۝۴
تھکے جاتے ہونگے، شدید آگ میں جھلس رہے ہونگے

تُسْقٰى مِنْ عَيْنٍ اٰنِيَةٍ ۝۵
کھولتے ہوئے چشمے کا پانی انہیں پینے کو دیا جائے گا

لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ اِلَّا مِنْ ضَرِيْعٍ ۝۶
خار دار سوکھی گھاس کے سوا کوئی کھانا اُن کے لیے نہ ہوگا (۳)

(۳) ۔ قرآن مجید میں کہیں فرمایا گیا ہے کہ جہنم کے لوگوں کو زقوم کھانے کے لیے دیا جائے گا کہیں ارشاد ہوا ہے کہ ان کے لیے غسلین (زخموں کے دھوون) کے سوا کوئی کھانا نہ ہوگا، اور یہاں فرمایا جا رہا ہے کہ انہیں خاردار سوکھی گھاس کے سوا کچھ کھانے کو نہ ملے گا۔ ان بیانات میں در حقیقت کوئی تضاد نہیں ہے۔ ان کا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ جہنم کے بہت سے درجے ہوں گے جن میں مختلف قسم کے مجرمین اپنے جرائم کے لحاظ سے ڈالے جائیں گے اور مختلف قسم کے عذاب ان کو دیے جائیں گے۔ اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ وہ زقوم کھانے سے بچنا چاہیں گے تو غسلین ان کو ملے گا، اس سے بھی بچنا چاہیں تو خاردار گھاس کے سوا کچھ نہ پائیں گے، غرض کوئی مرغوب غذا بہرحال انہیں نصیب نہ ہوگا۔

لَّا يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِيْ مِنْ جُوْعٍ ۝۷
جو نہ موٹا کرے نہ بھوک مٹائے

وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاعِمَةٌ ۝۸
کچھ چہرے اُس روز با رونق ہوں گے

لِّسَعۡيِهَا رَاضِيَةٌ ۙ۹
اپنی کار گزاری پر خوش ہونگے (۴)

(۴) ۔ یعنی دنیا میں جو سعی و عمل کر کے وہ آئے ہوں گے اس کے بہترین نتائج آخرت میں دیکھ کر خوش ہوجائیں گے۔ انہیں اطمینان ہوجائے گا کہ دنیا میں ایمان اور صلاح وتقوی کی زندگی اختیار کر کے انہوں نے نفس اور اس کی خواہشات کی جو قربانیاں کیں، فرائض کو ادا کرنے میں جو تکلیفیں اٹھائیں، احکام الٰہی کی اطاعت میں جو زحمتیں برداشت کیں، معصیتوں سے بچنے کی کوشش میں جو نقصانات اٹھائے اور جن فائدوں اور لذتوں سے اپنے آپ کو محروم کرلیا یہ سب کچھ فی الواقع بڑے نفع کا سودا تھا۔

فِیۡ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ۙ۱۰
عالی مقام جنت میں ہوں گے

لَّا تَسۡمَعُ فِيۡهَا لَاغِيَةً ؕ۱۱
کوئی بیہودہ بات وہاں نہ سنیں گے (۵)

(۵) ۔ یہ وہی چیز ہے جس کو قرآن مجید میں جگہ جگہ جنت کی نعمتوں سے ایک بڑی نعمت کی حیثیت سے بیان کیا گیا ہے۔ (تشریح کے لیے ملاحظہ ہو تفہیم القرآن، جلد سوم، مریم، حاشیہ ۳۸۔ جلد پنجم، الطور، حاشیہ ۱۸۔ الواقعہ حاشیہ ۱۳۔ جلد ششم، النباء، حاشیہ ۲۱)۔

فِيۡهَا عَيۡنٌ جَارِيَةٌ ۘ۱۲
اُس میں چشمے رواں ہونگے

فِيۡهَا سُرُرٌ مَّرۡفُوۡعَةٌ ۙ۱۳
اُس کے اندر اونچی مسندیں ہوں گی

وَّ اَكۡوَابٌ مَّوۡضُوۡعَةٌ ۙ۱۴
ساغر رکھے ہوئے ہوں گے (۶)

(۶) ۔ یعنی ساغر بھرے ہوئے ہر وقت ان کے سامنے موجود ہوں گے۔ اس کی حاجت ہی نہ ہوگی کہ وہ طلب کر کے انہیں منگوائیں۔

وَّ نَمَارِقُ مَصۡفُوۡفَةٌ ۙ۱۵
گاؤ تکیوں کی قطاریں لگی ہوں گی

وَّ زَرَابِيُّ مَبۡثُوۡثَةٌ ؕ۱۶
اور نفیس فرش بچھے ہوئے ہوں گے

اَفَلَا یَنۡظُرُوۡنَ اِلَی الۡاِبِلِ کَیۡفَ خُلِقَتۡ ۱۷
(یہ لوگ نہیں مانتے) تو کیا یہ اونٹوں کو نہیں دیکھتے کہ کیسے بنائے گئے؟

وَ اِلَی السَّمَآءِ کَیۡفَ رُفِعَتۡ ۱۸
آسمان کو نہیں دیکھتے کہ کیسے اٹھایا گیا؟

وَ اِلَی الۡجِبَالِ کَیۡفَ نُصِبَتۡ ۱۹
پہاڑوں کو نہیں دیکھتے کہ کیسے جمائے گئے؟

وَ اِلَی الۡاَرۡضِ کَیۡفَ سُطِحَتۡ ۲۰
اور زمین کو نہیں دیکھتے کہ کیسے بچھائی گئی؟ (۷)

(۷) ۔ یعنی اگر یہ لوگ آخرت کی یہ باتیں سن کر کہتے ہیں کہ آخر یہ سب کچھ کیسے ہوسکتا ہے تو کیا خود اپنے گرد و پیش کی دنیا میں نظر ڈال کر انہوں نے کبھی نہ سوچا کہ یہ اونٹ کیسے بن گئے ؟ آسمان کیسے بلند ہوگیا ؟ یہ پہاڑ کیسے قائم ہوگئے ؟ یہ زمین کیسے بچھ گئی ؟ یہ ساری چیزیں اگر بن سکتی تھیں اور بنی ہوئی ان کے سامنے موجود ہیں تو قیامت کیوں نہیں آسکتی ؟ آخرت میں ایک دوسری دنیا کیوں نہیں بن سکتی ؟ دوزخ اور جنت کیوں نہیں ہو سکتیں ؟ یہ تو ایک بےعقل اور بےفکر آدمی کا کام ہے کہ دنیا میں آنکھیں کھولتے ہی جن چیزوں کو اس نے موجود پایا ہے ان کے متعلق تو وہ یہ سمجھ لے کہ ان کا وجود میں آنا تو ممکن ہے کیونکہ یہ وجود میں آئی ہوئی ہیں، مگر جو چیزیں اس کے مشاہدے اور تجربے میں ابھی نہیں آئی ہیں ان کے بارے میں وہ بےتکلف یہ فیصلہ کر دے کہ ان کا ہونا ممکن نہیں ہے۔ اس کے دماغ میں اگر عقل ہے تو اسے سوچنا چاہیے کہ جو کچھ موجود ہے یہ آخر کیسے و جود میں آ گیا ؟ یہ اونٹ ٹھیک ان خصوصیات کے مطابق کیسے بن گئے جن خصوصیات کے جانور عرب کے صحراء میں رہنے والے انسانوں کو ضرورت تھی ؟ یہ آسمان کیسے بن گیا جس کی فضا میں سانس لینے کے لیے ہوا بھری ہوئی ہے، جس کے بادل بارش لے کر آتے ہیں، جس کا سورج دن کو روشنی اور گرمی فراہم کرتا ہے، جس کے چاند اور تارے رات کو چمکتے ہیں ؟ یہ زمین کیسے بچھ گئی جس پر انسان رہتا اور بستا ہے، جس کی پیداوار سے اس کی تمام ضروریات پوری ہوتی ہیں، جس کے چشموں اور کنوؤں پر اس کی زندگی کا انحصار ہے ؟ یہ پہاڑ زمین کی سطح پر کیسے ابھر آئے جو رنگ برنگ کی مٹی اور پتھر اور طرح طرح کی معدنیات لیے ہوئے جمے کھڑے ہیں ؟ کیا یہ سب کچھ کسی قادر مطلق صانع حکیم کی کاریگری کے بغیر ہوگیا ہے ؟ کوئی سوچنے اور سمجھنے والا دماغ اس سوال کا جواب نفی میں نہیں دے سکتا۔ وہ اگر ضدی اور ہٹ دھرم نہیں ہے تو اسے ماننا پڑے گا کہ ان میں سے ہر چیز ناممکن تھی اگر کسی زبردست قدرت اور حکمت والے نے اسے ممکن نہ بنایا ہوتا اور جب ایک قادر کی قدرت سے دنیا کی ان

چیزوں کا بننا ممکن ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ جن چیزوں کے آئندہ وجــود میں آنے کی خبر دی جا رہی ہے ان کو بعید از مکان سمجھا جائے۔

فَذَكِّرْ ۗ اِنَّمَا اَنْتَ مُذَكِّرٌ ۗ ۲۱

اچھا تو (اے نبی) نصیحت کیے جاؤ، تم بس نصیحت ہی کرنے والے ہو

لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ ۲۲

کچھ ان پر جبر کرنے والے نہیں ہو (۸)

(۸) یعنی اگر معقول دلیل سے کوئی شخص بات نہیں مانتا تو نہ مانے، تمہارے سپرد یہ کام تو نہیں کیا گیا ہے کہ نہ ماننے والوں سے زبردستی منواؤ۔ تمہارا کام صرف یہ ہے کہ لوگوں کو صحیح اور غلط کا فرق بتادو اور غلط راہ پر چلنے کے انجام سے خبردار کردو۔ سو یہ فرض تم انجام دیتے رہو۔

اِلَّا مَنْ تَوَلّٰى وَ كَفَرَ ۲۳

البتہ جو شخص منہ موڑے گا اور انکار کرے گا

فَيُعَذِّبُهُ اللّٰهُ الْعَذَابَ الْاَكْبَرَ ۲۴

تو اللہ اس کو بھاری سزا دے گا

اِنَّ اِلَيْنَاۤ اِيَابَهُمْ ۲۵

اِن لوگوں کو پلٹنا ہماری طرف ہی ہے

ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ ۲۶

پھر اِن کا حساب لینا ہمارے ہی ذمہ ہے